نمبر ۴۱ | ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق یکم اکتوبر ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ دو روز سے حضور کو حرارت ہو جاتی اور طبیعت خراب رہتی ہے۔ احباب حضورؓ کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں:۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بخار اور جسم میں درد کی شکایت ہے صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے:۔

حضرت مولانا شیر علی صاحب بحالیٔ صحت کے لئے ایک ماہ کی رخصت پر کشمیر تشریف لے گئے ہیں:۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ نے ایک ماہ کی رخصت ختم ہونے کے بعد نظارت اعلیٰ کا چارج لے لیا ہے:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق کس طرح پیدا ہو سکتا ہے

(فرمودہ ۳؍ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

"اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق شوق اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان گھبرائے نہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اس توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا ہے۔ اور ان دعاؤں پر تھک نہ جائے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے۔ تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے لئے اس کے دل میں تڑپ اور بے قراری ہوتی ہے۔ یعنے عبادت کے لئے ایک ذوق وشوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ پھونک مار کر کوئی کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ اور مارا جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا فضل نہ ہو۔ تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جائے۔ یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جائے۔ اس لئے ہر وقت اس کے فضل کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اس کی استعانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا ہے۔ وہ شیطان ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان استغفار کرتا رہے۔ تاکہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔" (الحکم ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

احمدیانِ بنگال کے نام

احمدیانِ بنگال کی جو کانفرنس برہمن بڑیہ میں زیر صدارت حضرت میرزا شریف احمد صاحب منعقد ہوئی۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا حسب ذیل پیغام ۲۹ ستمبر بذریعہ تار حضرت میرزا شریف احمد صاحب کو بھجوایا۔ کہ حضور کی طرف سے کانفرنس میں سنا دیں:-

"مجھے افسوس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بنگال کی بعض جماعتوں میں وہ زندگی نہیں پائی جاتی۔ جو مذہبی جماعتوں کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس کا باعث لیڈروں کی کمی نہیں کیونکہ بنگال کی جماعت میں کافی تعداد مخلص تعلیم یافتہ احمدیوں کی ہے۔ پس غالباً اس کا سبب صحیح ذرائع اور اتحاد مقصد کا فقدان ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ کہ بنگال کے لوگ صحیح طور پر اپنی زبان پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن کسی قوم کا اپنی زبان پر فخر کرنا یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ کسی دوسری زبان کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب چونکہ اُردو میں ہیں۔ اور تازہ لٹریچر مرکز کا بھی اُردو میں شائع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک بنگال کے احمدی اُردو کو بھی اپنی دوسری مادری زبان کے طور پر سیکھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ وہ پوری طرح اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکیں گے۔ پنجاب۔ مدراس۔ اور دوسرے علاقوں کے لوگ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ بنگال کے دوست ایسا نہ کر سکیں۔

دوسری بات جو مجھے شبہ ہے۔ کہ بنگال کی جماعت کی ترقی میں روک ہے۔ وہ چند آدمیوں کا یہ احساس ہے۔ کہ بنگال کو اپنی نجات کے لئے خود رستہ تلاش کرنا چاہئیے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جب انشقاق و نفاق کا دورہ ہو۔ حب الوطنی کا جذبہ ایک نیک جذبہ ہوتا ہے۔ مگر جب خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کا فیصلہ کرے۔ اس وقت اتحاد کامل ہی نجات کا واحد ذریعہ ہوتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ اس قسم کا خیال چونکہ پورا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کو پورا کرنا گویا مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد بعثت کو تباہ کرنا ہے۔ اس لئے جیسا کہ عام طور پر پورا نہ ہونے والے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ خیال بھی بالآخر بد دلی اور سُستی پیدا کرے گا۔ پس میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کانفرنس کے موقعہ پر اس خیال کا پوری طرح ازالہ کر دیں۔

آپ لوگ یاد رکھیں۔ کہ ہر خلیفہ کا مذہبی فرض ہوگا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے مطابق امامت کو خلافت کے نقطہ پر اور تفصیلی انتظام کو صدر انجمن احمدیہ کے نقطہ پر قائم رکھے۔ اور کسی ایسے خیال کو جو اس کے خلاف ہو۔ چلنے نہ دے۔ ہر قربانی جو خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے معمولی سمجھی جائے گی۔ پس ہر ایک بہی خواہ سلسلہ کو اور ہر اس شخص کو جو روحانی موت اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر ایسا کوئی خیال اس کے دل میں آئے تو اسے اپنے دل سے نکال دے۔ ورنہ یہ اس کی اپنے ساتھ بھی غداری ہوگی۔ اور اپنی قوم کے ساتھ بھی غداری ہوگی۔

اگر آپ لوگ میری ان دو نصیحتوں کو مانیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ میں ایک نئی طاقت اور نئی قوت پیدا ہو جائے گی۔ اور پھر دعاؤں اور استقلال کے ساتھ اگر آپ لوگ اپنے گھر کی درستی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ تو انشاء اللہ فتح ور کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ اور آپ کا مددگار ہو۔"

آل بنگال احمدیہ کانفرنس کی روئداد

۲۹ ستمبر کی کارروائی

برہمن بڑیہ ۲۹ ستمبر۔ اسے ملک خادم بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:-

بنگال احمدیہ کانفرنس کا سترھواں سالانہ جلسہ آج برہمن بڑیہ میں زیر صدارت لفٹیننٹ حضرت میرزا شریف احمد صاحب خلف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع ہوا۔

آج ہی صبح ریلوے اسٹیشن پر معزز و محترم پریذیڈنٹ صاحب کا نہایت پرتپاک استقبال ایک بہت بڑے مجمع۔ اور احمدیہ کور کے نوجوانوں نے کیا۔ جلسہ میں بہت بڑی تعداد بنگال کے مختلف مقامات کے معزز مردوں اور خواتین کی شریک ہوئی۔ جلسہ بڑی سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔ جو دو دن اور ہوگا۔ آخری دن عورتوں کی کانفرنس اور احمدیہ کور کی پریڈ ہوگی۔

۳۰ ستمبر کی کارروائی

برہمن بڑیہ ۳۰ ستمبر۔ آج دوسرے دن بھی کانفرنس کی کارروائی زیر صدارت حضرت میرزا شریف احمد صاحب شروع ہوئی۔ مسٹر عبد الحفیظ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ کس طرح اسلام نے ہندوستان کے موجودہ مسائل کا بہترین حل پیش کیا ہے۔ ان کے بعد مولوی دولت احمد خان صاحب پلیڈر جج کورٹ علی پور نے "اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت" پر تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اسلام نے کس قدر معاشرتی تعلقات اور مخلوق خدا کی خدمت پر زور دیا ہے۔

پھر مولوی بدر الدین صاحب پلیڈر جج کورٹ رنگپور نے تقریر میں بیان کیا۔ کہ کس طرح صرف اسلام ہی اچھوت پن کو ہندوستان سے نکال سکتا۔ اور مادرِ ہند کے چہرے سے اس بدنما دھبہ کو دور کر سکتا ہے۔ کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ پُر جوش اور ولولہ پیدا کرنے والا پیغام پڑھا گیا۔ جو حضور نے اس موقعہ پر احمدیانِ بنگال کے نام ارسال فرمایا۔

جلسہ صاحب صدر کے فصیح و بلیغ خطبہ پر ختم ہوا۔ عورتوں کا جلسہ کل شروع ہوگا۔

حضرت میرزا شریف احمد صاحب کا واپسی کا پروگرام

میں نے اپنی واپسی کے پروگرام میں مندرجہ ذیل تبدیلی کر دی ہے۔ پہلے پروگرام کا واپسی کا حصہ منسوخ سمجھا جائے۔

تاریخ و کیفیت	وقت	تاریخ و کیفیت	وقت
۵ اکتوبر۔ روانگی از کلکتہ شام کے	۸—۳۰	۷ اکتوبر۔ روانگی از مونگھیر (اسٹیشن پوریب سرائے) شام	۴-۴۴
۶ " آمد بھاگل پور صبح	۴—۲۹	۸ " آمد لکھنؤ صبح	۸-۴۸
۷ " روانگی از " "	۸—۲۰	۸ " روانگی از لکھنؤ بذریعہ کلکتہ میل ۵ اپ دوپہر	۲-۰
۷ " آمد مونگھیر (اسٹیشن پوریب سرائے) "	۱۰—۵۱	۹ " آمد قادیان "	۱۱-۴۵

میرزا شریف احمد از کلکتہ۔

ٹیریٹوریل فورس کی احمدیہ کمپنی کیلئے بھرتی

افسوس ہے۔ کہ گزشتہ بھرتی کے وقت احباب نے بہت کم توجہ کی تھی جس کی وجہ سے کمانڈنگ افسر صاحب کو اب دوبارہ قادیان تشریف لانے کی ضرورت پڑی ہے۔ ہر جگہ جماعت کے امیر و سیکرٹری صاحبان احمدیہ کور کے کارکنان کو خاص توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اس معاملہ میں سعی کر کے ایسے نوجوان بھرتی کے واسطے بھجوائیں۔ جن کی چھاتی کم از کم ۳۳ انچ اور پھیلا کر کم از کم ۳۴ ۱/۲ انچ۔ اونچائی ۵ فٹ ۵ انچ یا زیادہ قد ہو۔ اور باقی صحت کے متعلق کسی ڈاکٹر سے دریں مشورہ کر [illegible] اور آنے سے قبل اطلاع دے کر ہدایات حاصل کر لی جائیں۔ خاکسار (لفٹیننٹ) میرزا شریف احمد کمپنی کمانڈر۔ (نائب ناظر تعلیم و تربیت) قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

گاندھی جی کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو

نہرو جی سے راہنمائی کی توقع رکھنے والے سوچ سمجھ سے کام لیں

گاندھی جی کی راہ نمائی

جس فدا کاری۔ ایثار اور اخلاص کے ساتھ ہندوستان کے پڑھے لکھے۔ اور پُر جوش طبقہ نے گزشتہ تیرہ چودہ سال گاندھی جی کی ہر بات پر عمل کیا ہے۔ اور نتائج و عواقب سے بالکل لا پرواہ ہوکر اور ہر قسم کی تکالیف و مصائب برداشت کرتے ہوئے عمل کیا ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ اگر گاندھی جی میں سیاسی راہ نمائی کرنے کی قابلیت ہوتی۔ اور وُہ حالات اور واقعات کا صحیح اندازہ لگا کر درست طریق عمل پیش کرنے کی قابلیت رکھتے۔ تو آج اہل ہند کی وُہ افسوسناک حالت نہ ہوتی۔ جو نظر آرہی ہے۔ بلکہ ان کی جد وجہد۔ اور ان کے مصائب و تکالیف کے شاندار اور خوشکن نتائج رونما ہوتے اور وُہ اپنے مقصد و مدعا کو اگر مکمل طور پر حاصل نہ کر لیتے۔ تو اس کے بہت قریب ضرور ہوتے۔ لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ گاندھی جی کی غلط راہ نمائی نے ایک طرف تو اہل ہند کی کوششوں اور سرگرمیوں کو کلیتہً ناکام و نامراد رکھا۔ اور دوسری طرف ان کے لئے تباہیوں اور بربادیوں کے دروازے کھول دیئے۔ اور آج وُہ دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ رہے ہیں۔ اور ناکامی و نامرادی۔ مصائب و آلام میں گھرے ہوئے گاندھی جی کی تحریک عدم تعاون کو رو رہے ہیں۔ وُہ کُھلم کُھلا جہاں یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی سیاسیات سے بالکل نابلد اور ناآشنا ہیں وہاں یہ بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ گاندھی جی کی راہنمائی نے انہیں کہیں کا نہیں رکھا۔ اور کئی سال ہر قسم کی قربانیاں کرنے۔ اور تکالیف برداشت کرنے کا نتیجہ سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں نکلا ؂

گاندھی پرستوں کا مطالبہ

ایک وقت تو وُہ تھا جب ان لوگوں کو بھی جو گاندھی جی کی تحریکات کو سراسر تباہ کُن یقین کرتے۔ اور ان خطرات اور نقصانات کو اپنی دُور بین نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ جواب دہی وضاحت کے ساتھ رونما ہو گئے ہیں۔ اپنے خیالات کے اظہار کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اور گاندھی جی کی کسی تحریک کے خلاف ان کے ایک لفظ سُننا بھی گوارا نہیں کیا جاتا تھا۔ حتےٰ کہ اگر کوئی ان کا ذکر کرتا ہؤا ان کے نام کے ساتھ "مہاتما" کا لقب استعمال نہ کرتا۔ تو گاندھی پرست جھاڑ بن کر اسے چمٹ جاتے تھے۔ اور اس حکومت کے بڑے بڑے ذمہ دار افسروں سے بھی جس کے متعلق گاندھی جی اپنے "مہاتما" ہونے کا ثبوت اس طرح پیش کرتے تھے۔ کہ اسے شیطانی حکومت کہتے کہتے نہیں تھکتے تھے۔ اور اسے درہم برہم کر دینا اپنا فرض قرار دیتے تھے۔ مطالبہ کیا جاتا تھا۔ کہ وُہ ضرور انہیں "مہاتما" ہی کہیں ؂

گاندھی جی گاندھی پرستوں کی نظر میں

لیکن اب یہ حالت ہے۔ کہ گاندھی پرستوں میں سے ہی ایسے لوگ کھڑے ہو رہے ہیں۔ جو گاندھی جی کے خلاف انتہائی شدومد اور زور شور کے ساتھ آواز بلند کر رہے ہیں چنانچہ حال ہی میں آل انڈیا ورن آشرم سوراجیہ سنگھ سبھا کے ایک جلسہ میں مسٹر ایم۔ اے آچاریہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"مسٹر گاندھی فقط مسٹر گاندھی ہے۔ سیاسیات کے معنی تک نہیں جانتا۔ وُہ نہ صاحب تدبر ہے۔ اور نہ ہی مذہبی نقطہ نگاہ سے دُور اندیش ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس سے کسی اچھی چیز کے جاننے کی توقع نہیں کی جا سکتی" ؂

گاندھی جی کی سیاسی راہ نمائی کا انجام

اس قسم کی آوازیں۔ جو گاندھی جی کے متعلق مختلف اطراف و جوانب سے اٹھ رہی ہیں۔ ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ سیاسیات میں ان کی راہ نمائی کس قدر ناکام ہو چکی۔ اور لوگوں کے دلوں سے ان کی قدر و منزلت کس طرح اڑتی جا رہی ہے۔ جو لوگ ابھی اس حد تک نہیں پہنچے۔ اور جو دل سے چاہتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کا بھرم بنا رہے۔ وُہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی کی کئی سالہ راہ نمائی سے ہندوستان کو سوائے مصائب اور مشکلات سوائے نقصان اور زیان کے کچھ حاصل نہیں ہؤا۔ چنانچہ ایسے لوگوں کی ترجمانی کا حق ادا کرتا ہؤا اخبار "ملاپ" (۲۰ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آزادی کی جد وجہد میں ہر ایک ملک کو کچھ نہ کچھ نقصان اٹھانا ہی پڑتا ہے۔ کچھ کی بات نہیں۔ بعض اوقات بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اور میدر لینڈ کے مشہور قومی لیڈر دلیم کے الفاظ میں ہم یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ ایک غلام ملک سے ایک تباہ شدہ ملک بہتر ہے۔ مگر پھر بھی ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ملک نے اس پروگرام کے مطابق جو اتنی قربانیاں کی ہیں۔ جو اتنی تکالیف اٹھائی ہیں۔ اور مصائب سہے ہیں۔ ان کا ماحصل کیا ہے۔ کیا اس زنجیر غلامی کی ایک کڑی بھی ٹوٹی ہے۔ کیا اس بدنصیب کے چاک گریباں کا ایک تار بھی ثابت ہؤا ہے۔ حکومت جہاں پہلے تھی۔ وہیں اب بھی کھڑی ہے۔ آج سے چار سال پہلے جو زنجیریں تھیں۔ وُہ اب بھی ویسی ہی ہیں۔ گول میز کانفرنس ختم ہو چکی ہے۔ فیڈریشن جو بالکل نزدیک کی چیز دکھائی دیتی تھی۔ پھر سے مستقبل کا ایک خواب ہو گئی ہے۔ پہلے صرف ہندو مسلم اور سکھ تفرقہ تھا۔ اب جگہ جگہ تفرقات ہیں۔ شہری آزادی کا قریباً قریباً خاتمہ ہو گیا۔ پریس کے قوانین سخت سے سخت تر اور سخت تر سے سخت ترین ہوتے چلے گئے"۔

یہ ہے نہایت مختصر الفاظ میں گاندھی جی کی سیاسی راہ نمائی کا انجام ؂

گاندھی جی کی سیاسیات سے علیحدگی

چونکہ گاندھی جی بھی اپنے اس عظیم الشان کارنامہ سے ناواقف نہیں۔ اور انہیں محسوس ہو رہا ہے۔ کہ وُہ لوگ جن کی تائید و حمایت انہیں حاصل تھی۔ بددل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ماضی قریب میں چند اوٹ پٹانگ اعلانات کرنے۔ فاقہ کشی اختیار کرنے اور جان دے دینے کی دھمکیاں دینے کے بعد انہوں نے ایک سال کے لئے سیاسیات سے رضا کارانہ علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ گویا وُہ اپنے پیرووں کو مصائب و مشکلات۔ ناکامی و نامرادی کے سمندر میں پھینک کر خود تماشہ دیکھنے کے لئے ساحل پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اگر ایک سال کے عرصہ میں یا اس کے بعد انہیں یہ امید نظر آئی۔ کہ وُہ اپنا کھویا ہؤا وقار پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ تو میدان سیاست میں آموجود ہوں گے۔

ورنہ رضاکارانہ علیحدگی کی مدت میں اضافہ کر لینا کون سا مشکل کام ہے:۔

پنڈت جواہر لال پر نظریں

اب جبکہ ایک طرف تو ایک بہت بڑا طبقہ گاندھی جی کی راہ نمائی کی تباہی سے متاثر ہو کر بددل ہو چکا ہے۔ اور جن لوگوں کو ابھی تک ان سے کچھ نہ کچھ توقع تھی۔ انہیں گاندھی جی خود چھوڑ کر علیحدہ ہو چکے ہیں۔ "سوراجیہ" حاصل کرنے والوں اور "مکمل آزادی" سے کم کسی چیز کا ذکر تک سننے کے لئے تیار نہ ہونے والوں کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ چنانچہ "پرتاپ" (۲۵ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"ملک میں بڑی نازک صورت حالات پیدا ہو رہی ہے مہاتما گاندھی ایک سال کے لئے ایک طرف ہو گئے ہیں۔ بحیثیت مجموعی کانگرس کی تمام سرگرمیاں فی الحال بند ہیں۔ پنڈت جواہر لال پر لوگوں کی نظریں تھیں۔ لیکن ابھی تک وہ بھی چپ ہیں۔ جتنی جلدی پنڈت جواہر لال اپنے پروگرام کو ملک کے سامنے رکھ دیں۔ اچھا ہے"

پنڈت جواہر لال سے توقعات

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ گاندھی پرست اپنے آپ کو گاندھی جی کے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے اس حالت میں سمجھ رہے ہیں جس میں شکست یافتہ اور تباہ حال فوج اپنے کمانڈر کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں سمجھتی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب ان لوگوں کی نظریں پنڈت جواہر لال کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ اور ان سے التجا کی جا رہی ہے۔ کہ وہ ان کے راہ نما بنیں۔ گاندھی جی سے مایوس ہو کر یہ لوگ جس قسم کی توقعات پنڈت جواہر لال سے وابستہ کر رہے ہیں۔ ان کا کسی قدر اندازہ ان تحریروں سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو پنڈت جواہر لال کی تعریف و توصیف میں شائع کی جا رہی ہیں۔ اور جن کا ایک نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ "پرتاپ" (۲۷- نومبر) لکھتا ہے:۔

"پنڈت جواہر لال زندہ ہی نہیں۔ بلکہ دوسروں کے کان پکڑ کر اپنی زندگی کا ثبوت بھی ہم پہونچا رہے ہیں۔ وہ ایک آگ ہیں بجھی ہوئی نہیں۔ دبی ہوئی ہو۔ تو ہو۔ لیکن وہ کسی وقت بھی بھڑک کر شعلہ پیدا کر سکتی ہے۔ ان کے اندر وہ جوش ہے۔ جو مردہ طبیعتوں میں بھی انتساہ پیدا کر سکتا ہے۔ اگر انہیں چند ماہ بھی آزاد رہنے دیا گیا۔ تو وہ دیش میں ایک نئے جیون کا سنچار کر دیں گے۔ ان کی کامیابی کا راز یہ ہے۔ کہ وہ طبعاً جنگجو واقع ہوئے ہیں۔ اور ان خیالات کے ساتھ جنہیں وہ غلط سمجھتے ہیں کسی طرح سمجھوتہ نہیں کرتے"

جنگجو راہ نما کی تلاش

پنڈت جواہر لال کے متعلق جس قسم کی ذہنیت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس کا اگر یہ مطلب ہے۔ کہ گاندھی جی کے نام نہاد عدم تشدد کی ناکامی کو دیکھ کر اب جنگجو راہ نما کی راہ نمائی اختیار کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ تو ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ ایسے راہ نما کی راہ نمائی کا نتیجہ گاندھی جی سے بھی زیادہ خطرناک نکلے گا۔ اور پہلے اگر تباہی و بربادی میں کوئی کسر رہ گئی ہے۔ تو وہ اب پوری ہو جائے گی۔ ہمیں ایسے لوگوں کی ذہنیت پر نہایت افسوس ہے۔ جو گاندھی جی کی امن پسندانہ رہنمائی کے تباہ کن نتائج پر رونے پیٹنے کے ساتھ ہی یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ پنڈت جواہر لال اپنی جنگجویانہ راہ نمائی سے انہیں منزل مقصود پر پہنچا دیں گے۔ اگر اس لحاظ سے ایک قدم بھی اٹھایا گیا۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ تباہی و بربادی کس طرح منہ کھولے ہوئے ان کی طرف دوڑتی ہے اور ان کا کیا انجام ہوتا ہے:۔

پنڈت جواہر لال کی دہریت پرستی

علاوہ ازیں پنڈت جواہر لال کی راہ نمائی اس لحاظ سے بھی نہایت خطرناک ثابت ہو گی۔ کہ وہ ہر مذہب و ملت کی تحقیر و تذلیل کرنے میں اپنے والد پنڈت موتی لال نہرو آنجہانی سے بھی چار قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی یہ خواہش ہے۔ کہ ہر مذہب کے خلاف نفرت و حقارت پیدا کر کے سارے ہندوستان کو دہریت اور لامذہبیت کی لعنت میں مبتلا کر دیں۔ چنانچہ حال میں ان کی ایک تقریر کا جو مفہوم اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا:۔

"میں ایک بار پھر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دھرم میں میرا یقین نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ دھرم ہندوستان کے لئے ایک لعنت ہے" (ملاپ ۲۹ ستمبر)

اگر پنڈت جی کی دھرم سے مراد وہ دھرم ہے جس میں انہوں نے پرورش پائی۔ اور جس میں ہوش سنبھالا۔ یعنی ہندو دھرم۔ تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور انہیں حق ہے۔ کہ جس قدر زور کے ساتھ اس کے خلاف چاہیں۔ آواز بلند کریں۔ لیکن اگر ان کی مراد محض مذہب سے ہے۔ خواہ وہ اسلام ہی ہو۔ تو ہم صاف طور پر کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ مذہب ہندوستان کے لئے لعنت نہیں۔ بلکہ پنڈت جی ایسے انسان لعنت ہیں۔ جو سچے مذہب سے بیگانہ ہونے کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں دہریت کو رواج دیں۔ اور اسے اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ پنڈت جی کو معلوم ہونا چاہئے۔ ان کے اس قسم کے بیہودہ خیالات ہم ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر ہندوؤں نے ان کی راہ نمائی اختیار کر کے ایک طرف تو حکومت کے خلاف جنگجویانہ سرگرمیوں کا اظہار کیا۔ اور دوسری طرف مذہب کے خلاف تگ و دو جاری رکھی۔ تو انہیں حکومت کے علاوہ مذہب کے شیدائی لوگوں کی طرف سے بھی ایسی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کہ وہ ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔ اور اس طرح اپنے لئے مکمل تباہی و بربادی کو دعوت دیں گے:۔

ہندوؤں کو مشورہ

ان حالات میں ہم ہندوؤں کو یہ مشورہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ پنڈت جواہر لال کی راہ نمائی اختیار کرتے ہوئے سوچ و سمجھ سے کام لیں۔ اور اچھی طرح دیکھ لیں۔ کہ گاندھی جی نے انہیں جس گڑھے میں گرا دیا ہے۔ نہرو جی اس سے نکال نہیں سکیں گے بلکہ اس سے زیادہ گہری اور زیادہ عمیق غار میں دھکیلنے کا موجب ہوں گے:۔

گورے کے ہاتھ سے ایک ہندوستانی کا قتل

ہمارے نزدیک وہ ہندوستانی جو سیاسی بغض و عناد و نفرت و حقارت سے متاثر کسی انگریز کو قتل کرتے ہیں۔ وہ نہایت ہی مذمت کے قابل ہیں۔ اور ہم نے ہر ایسے موقعہ پر جبکہ کسی انگریز افسر کو کسی انقلاب پسند نے تشدد اور خونریزی کا نشانہ بنایا۔ پُر زور طور پر اس کی مذمت کی ہے۔ لیکن جس طرح ہم سیاسی بغض و عناد کی وجہ سے کسی انگریز کی جان لینا سخت معیوب خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی انگریز خواہ وہ ادنےٰ درجہ کا ہو۔ یا اعلےٰ درجہ کا حکومت کے نشہ میں چور ہوتے ہوئے کسی ہندوستانی کو حقیر و ذلیل سمجھ کر اس کی جان لیتا ہے۔ تو وہ بھی ہمارے نزدیک حد درجہ کی مذمت کے قابل ہے۔ کیونکہ انسانی جان خواہ وہ حاکم کی ہو۔ یا محکوم کی۔ کالے کی ہو۔ یا گورے کی۔ یکساں طور پر قابل احترام ہے۔ اور اسے رعونت و تکبر کے ساتھ ضائع کرنے والا انتہائی سزا کا مستحق ہونا چاہیئے:۔

اگرچہ اب حکمران قوم سے تعلق والے لوگوں کے ہاتھوں محکوم ہندوستانیوں کی جانیں جانے کے واقعات اس کثرت سے نہیں رونما ہوتے جس کثرت سے کچھ عرصہ قبل ہوا کرتے تھے۔ تاہم کبھی نہ کبھی ان کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک فوجی گورے نے ڈلہوزی میں شراب خانہ کے ٹھیکیدار ایک ہندو کو اس لئے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ کہ اس نے ادھار شراب دینے سے انکار کیا۔ اور سابقہ قرض ادا کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اگرچہ اس واقعہ کا شراب کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں رونما ہونا اس کی اہمیت کو بہت کچھ کم کرنے کا موجب ہو سکتا ہے کیونکہ شراب نوش اور شراب فروش دونوں دور اندیشی سے عاری ہوتے ہیں۔ تاہم ایک جان ضائع ہوئی ہے۔ اور رعونت کی وجہ سے ضائع ہوئی ہے:۔

چونکہ اس قسم کے واقعات کو نظر انداز کرنے یا مناسب اہمیت نہ دینے کی وجہ سے عوام میں غم و غصہ کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس قسم کے مجرم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اور اس قسم کے حادثات کے انسداد کا انتظام کیا جائے:۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

دیکھو کل کے لئے کیا جمع کرتے ہو۔ اور کہاں؟

۱۴ ستمبر بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولوی فضل الٰہی صاحب کے لڑکے فضل الرحمٰن صاحب کا نکاح سید محمود شاہ صاحب سکنہ کلانور کی لڑکی حفیظہ بیگم سے پڑھتے ہوئے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:۔

انسانی فطرت

ہمیشہ ہی آئندہ کے متعلق سوچتی اور خیال رکھتی ہے۔ بے شک ایسے انسان بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ جو آئندہ کا خیال نہیں رکھتے لیکن انسانوں میں سے اکثریت ایسے ہی انسانوں کی ہے۔ جو آئندہ کا خیال رکھتی ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہوں۔ ہندو ہوں عیسائی ہوں۔ سکھ ہوں۔ کوئی ہوں لیکن

بنی نوع انسان کی حالت

کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا اکثریت آئندہ کا خیال نہیں رکھتی۔ ایسی حالت میں صرف یہ نصیحت کر دینا۔ کہ آئندہ کا خیال رکھنا چاہیئے کافی نہیں۔ بالعموم انسان اس کا جواب یہ دیں گے کہ ہم

آئندہ کا خیال

رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جہاں قرآن نے آئندہ کے متعلق خیال رکھنے کی نصیحت کی ہے۔ وہاں یہ بھی کہا ہے۔ کہ انسان دیکھے آئندہ کا اس نے کیا خیال رکھا۔ کیونکہ صرف خیال کر لینا کافی نہیں باوجود آئندہ کا خیال کر لینے کے انسان تکالیف پاتا۔ اور نقصان اٹھاتا ہے۔ پس مسلمان یہ نہیں دیکھتا۔ کہ اس نے آئندہ کا خیال کیا۔ یا نہیں کیا۔ بلکہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ کیا خیال کیا۔ یعنی جو چیز اس نے آئندہ کے لئے رکھی ہے۔ وہ اس کے کام آسکتی ہے۔ یا نہیں بعض لوگ اچھا کھا پی کر

صحت کا خیال

رکھتے ہیں۔ اس کی بجائے اگر وہ روپے جمع کرتے ہیں۔ اور ان کے گھروں میں ہزاروں روپے موجود ہوں۔ مگر صحت اچھی نہ ہو۔ تو وہ روپے کس کام کے۔ اس کے مقابلہ میں اگر صحت اچھی ہو۔ اور روپیہ چلا جائے۔ تو پھر بھی لوگ کام چلا لیتے ہیں۔ اسی طرح لوگ

بچوں کی تعلیم

پر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ آئندہ کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ بچے قابل ہو کر کمائیں گے۔ اور ہم جب کمانے کے قابل نہ رہیں گے تو ان کی کمائی کھائیں گے۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر وہ اپنا روپیہ بنک میں جمع کرانے کی بجائے بچوں کی تعلیم و تربیت پر صرف کرتے ہیں لیکن عام طور پر لوگ اسے آئندہ کا خیال رکھنا نہیں سمجھتے بلکہ گھر میں یا بنک میں روپیہ جمع کرانے کو آئندہ کا خیال قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی آئندہ کا خیال نہیں۔ بلکہ اپنی صحت کے لئے خرچ کرنا اپنے

بچوں کی تعلیم و تربیت

پر خرچ کرنا۔ اپنی قوم کی ترقی کے لئے خرچ کرنا بھی آئندہ کا خیال رکھنا ہی ہے۔ اس بارے میں جو بات مدنظر ہونی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو چیز آئندہ کے لئے رکھی جا رہی ہے۔ کیا

ضرورت کے موقع پر

وہ کام آجائے گی۔ ایک شخص لاکھوں روپیہ جمع کر کے جنگل میں کسی ایسی جگہ دفن کر دیتا ہے۔ جس کا اسے خود بھی پتہ نہیں لگتا۔ تو وہ روپیہ اس کے کس کام کا۔ یا کسی بنک میں جمع کرتا ہے اور وہ بنک فیل ہو جاتا ہے۔ تو اسے کیا ملے گا۔ بچوں کو تعلیم دلانے پر خرچ کرتا ہے لیکن بچے سب کچھ خرچ کرانے کے بعد کسی کام کے قابل نہیں بنتے۔ یا قابل ہو کر

ماں باپ کی خدمت

نہیں کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک ہندو کے متعلق سنایا کرتے تھے۔ کہ اس نے اپنی ساری جائداد بیچ کر اپنے بیٹے کو تعلیم دلائی۔ اس زمانہ میں ای۔ اے۔ سی بہت بڑا عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لڑکے کو یہ عہدہ مل گیا۔ ایک دفعہ اس کا باپ اس کے پاس اس حالت میں گیا۔ کہ میلی سی دھوتی جس طرح عام طور پر ہندو باندھتے ہیں۔ باندھے ہوئے تھا۔ اب بھی یہ طریق ہے لیکن پہلے زیادہ تھا۔ کہ کھلی جگہ لوگ تفریح کے طور پر بیٹھا کرتے تھے۔ اسی طرح اس

ہندو کا لڑکا

بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے کچھ دوست جمع تھے۔ اس کا باپ وہاں ہی چلا گیا۔ اور جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے اس کے کرسی پر آبیٹھنے کی وجہ سے بعض کو تعجب بھی ہوا۔ کہ یہ کون ہے۔ جو یہاں آبیٹھا ہے۔ اسے جسے اس نے اپنی ساری جائداد بیچ کر تعلیم دلائی تھی۔ یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوئی۔ کہ یہ میرا باپ ہے۔ اس نے کہا۔ یہ ہمارا پرانا ٹہلیا (خادم) ہے۔ یہ سن کر اسے بڑا غصہ آیا کہنے لگا اس کا ٹہلیا نہیں۔ اس کی ماں کا ٹہلیا (خاوند) ہوں۔ تو انسانی اخلاق اس درجہ گر سکتے ہیں۔ کہ باپ کی خدمت کرنا تو الگ رہا۔ اس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا بھی اپنی ہتک سمجھنے لگ جاتے ہیں اور وہ ماں باپ جو توقع رکھتے ہیں۔ کہ اولاد فائدہ پہنچائے گی بعض اولاد ان کی طرف منسوب ہونا بھی پسند نہیں کرتی۔ پھر تعلیم پانے والے خود بھی بعض اوقات

تعلیم سے فائدہ اٹھانے سے محروم

رہ جاتے ہیں۔ دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ پاگل ہو جاتے ہیں یا صحت خراب ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم یہ دیکھو۔ تم نے کل کے لئے سامان کیا ہے۔ یا نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ یہ دیکھو۔ کل کے لئے کیا سامان کیا۔ کل کے لئے

کچھ نہ کچھ سامان

کرنا تو فطرتی بات ہے۔ جو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیڑے مکوڑوں میں بھی پائی جاتی ہے

چیونٹی اور شہد کی مکھی

خوراک جمع کر لیتی ہے۔ اور بھی جاندار ہیں۔ جو آئندہ کے لئے اندوختہ رکھتے ہیں۔ اس صورت میں انسان سے یہ سوال کہ اس نے آئندہ کے لئے جمع کیا ہے یا نہیں۔ ایسا موٹا اور آتنا

معمولی سوال

ہے۔ جو مذہب سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ بات تو حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے۔ کہ کیا جمع کرتے۔ اور کہاں جمع کرتے ہو۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے کیا عمدہ بات فرمائی۔ کہ اپنا مال وہاں جمع کرو۔ جہاں چوری کا خطرہ نہیں۔ یہی مطلب ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد کا کہ دیکھو تم نے

کل کے لئے کیا جمع کیا

اور کہاں جمع کیا۔ اگر تم نے اچھی جگہ کوئی چیز جمع کرائی۔ تو وہ چیز بھی اچھی ہوگی۔ اس لئے اصل سوال یہی ہے۔ کہ کہاں جمع کرائی۔ وہ چیز جس کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ وہی ہو سکتی ہے۔ جسے

خدا تعالےٰ کے ہاں جمع

کرایا جائے۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ہم انسان پر کوئی ظلم نہیں کرتے۔ انسان کوئی نیکی نہیں کرتا۔ کہ ہم اس کا بدلہ بڑھا چڑھا کر نہیں دیتے۔ اسی لئے ضروری ہے۔ کہ جب انسان کوئی اہم کام کرنے لگے۔ تو سب سے کوئی نہ کوئی نیکی بھی کرے ملکیا اور

انبیاء کا یہی طریق ہے۔ انسان چونکہ غلطی کر جاتا ہے۔ اس لئے جب وہ کسی کام کے ساتھ کوئی نیکی بھی کرتا ہے تو وہ نیکی

تعویذ

بن جاتی ہے۔ وہ تعویذ نہیں۔ جو گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ بلکہ وہ تعویذ جو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ایسی نیکی کافر بھی کر سکتا ہے اور اسے بھی اس کا اجر مل جاتا ہے

ابوجہل کی نیکیوں کا نتیجہ

ہی عکرمہ تھا۔ جب ابوجہل جہنم میں جانے لگا۔ تو خدا تعالےٰ نے پسند نہ کیا۔ کہ اس کی نیکیاں بھی جہنم میں چلی جائیں۔ ان نیکیوں کو خدا تعالےٰ نے عکرمہ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ اور بدیوں کو جہنم میں ڈال دیا۔

پس جب انسان کوئی کام کرے۔ تو ساتھ کوئی نہ کوئی نیکی بھی کرے۔ استخارہ یعنے

طلب خیر

کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ جب انسان نیکی کرتا ہے۔ تو پھر جو کام وہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق خدا تعالےٰ کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

ایک رویا

۲۶ ستمبر بعد نماز عصر

لاہور کے ایک دوست نے اپنا خواب سنایا۔ کہ بہت سے لوگ مجھے مارنے کے لئے ایک مکان کے پاس جمع ہو گئے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ایک شخص کو بھیج دیا جس نے اکیلے ہی بعض کو تو گرا دیا۔ اور بعض اسے دیکھ کر بھاگ گئے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ان کے مارنے کے لئے آنے والوں کے متعلق خواب بیان کرنے پر خیال آیا۔ کہ میں نے زندہ ہونے والا خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا۔ کہ گول کمرہ کے پاس جو کوٹھڑی ہے۔ اس میں ایک بڑی چارپائی پڑی ہے۔ اور اس پر دو عورتیں لیٹی ہیں۔ وہ عورت جس کا مونہہ دیوار کی طرف ہے۔ اسے تو میں دیکھ نہیں سکا۔ مگر دوسری کو دیکھا۔ کہ وہ سارہ بیگم ہیں۔ اس وقت میں جانتا ہوں۔ کہ یہ فوت ہو چکی ہیں۔ مگر ان کو زندہ دیکھ کر سمجھتا ہوں۔ روح ہے جو جسم میں آئی ہے۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں باہر لے آیا ہوں۔ جہاں چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔ ان میں ہمارا مبارک احمد بھی ہے۔ مگر اس وقت کی شکل میں جبکہ وہ ۲½ سال کا تھا۔ ان بچوں کے سامنے کھڑے ہو کر میں نے کہا۔ دیکھو کیا یہ معجزہ نہیں۔ کہ روح ہے۔ جو جسم میں آئی ہے۔ یہ کہنے کے ساتھ ہی معاً مجھے خیال آیا۔ کہ یہ چیز تو خدا تعالےٰ نے مجھے دکھانے کے لئے بھیجی تھی۔ میں نے دوسروں کو دکھا دی۔ یہ کھوئی نہ جائے۔ ادھر میرے کہنے پر ان بچوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا ادھر جسم غائب ہو گیا۔

قرآنی صداقتیں

(۱)

قیامت کے نظارے دنیا میں

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن رہتک

کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ پہلے لوگوں نے دیکھا نہ تھا۔ اور ایمان لائے اور اس زمانہ کے لوگ دیکھتے ہیں۔ اور انکار کرتے ہیں بہت سے لوگ ہیں۔ جو دوزخ اور جنت پر ہنستے ہیں۔ خصوصاً دوزخ پر۔ کہ اتنی آگ کہاں ہوگی۔ اور کیونکر مسلسل جلے گی۔ اور ایندھن کہاں سے مہیا ہوگا بے شک ہم بھی مانتے ہیں۔ کہ دوزخ کا بہت سا عذاب روحانی ہے۔ مگر قرآن مجید کے ظاہر الفاظ کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی ایسے مقام پر ایمان لانے سے ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔ جو شخص دوزخ پر ہنستا ہے۔ کیا اس نے کبھی سورج کو نہیں دیکھا۔ جس میں ساری دنیا بلکہ ہزاروں ایسی زمینیں اور اگلی پچھلی تمام مخلوقات اس کرہ ارض کی یکدم جھونکی جا سکتی ہے۔ اور ایک منٹ میں جل بھن کر فنا ہو سکتی ہے۔ پھر دوزخ کا انکار کس بنا پر؟ اور کس دلیل پر؟

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قیامت میں ہاتھ۔ پیر آنکھ کان اور انسان کی کھال یعنی جلد اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ نادان اس پر ہنستے ہیں۔ اور جلد کی گواہی پر تمسخر اڑاتے ہیں حالانکہ خود ہر روز جلد کی گواہی کو سرکاری عدالتوں میں پیش کرتے ہیں اور اس سے سچ جھوٹ میں امتیاز کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اس بات سے ناواقف ہیں۔ کہ سرکار نے انتھرو (ANTH Ro) کا ایک محکمہ تفتیش جرائم کے لئے قائم کر رکھا ہے۔ جس کا اصل یہ ہے۔ کہ ہر شخص کی انگلیوں کی کھال پر جو لکیریں ہیں۔ وہ اسی سے مخصوص ہیں۔ کسی کا نقش دوسرے سے نہیں ملتا۔ پس اگر کسی شخص کے انگوٹھے کا نشان کسی کاغذ یا رسید پر ہے۔ تو وہ انکار نہیں کر سکتا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ پھلور میں جہاں اس علم کا سکول ہے۔ وہاں نشان بھیج کر فوراً معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ واقعی اس شخص کا ہے۔ یا نہیں۔ اسی طرح تمام نامعلوم اور غیر شناخت شدہ نعشیں جب ملاحظہ طبی یعنی پوسٹ مارٹم کے لئے آتی ہیں۔ تو ان کی انگلیوں کے نقوش لے کر اسی محکمہ (انتھرو) والوں کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ یہ شخص فلاں آدمی ہے۔ کیونکہ اس محکمہ میں تمام ان آدمیوں کے نقوش کا ایک ریکارڈ ہوتا ہے۔ جن کے انگوٹھے پولیس نے دوران تفتیش میں کبھی نہ کبھی اپنے کاغذات میں لگائے ہوتے ہیں کچھ مدت کا ذکر ہے۔ کہ ایک شخص قتل ہو گیا۔ اسی کمرے میں ایک پیتل کی گڈوی کھڑکی میں رکھی تھی۔ جس پر خون آلودہ انگوٹھے کا ایک نشان تھا۔ تفتیش سے معلوم ہوا۔ کہ یہ نشان مقتول کے اپنے انگوٹھے کا نہیں ہے۔ پھر متعدد مشتبہ لوگوں کے انگوٹھوں کے نشانات سے اس کا مقابلہ کیا گیا۔ تو ایک آدمی کے نشانات سے وہ نشانات گڈوی والے مل گئے اور صرف اس ایک شہادت پر اس مجرم کو پھانسی ہو گئی۔ سو یہ بھی ایک قسم کی جلود کی گواہی ہے۔

اسی طرح جو لوگ سرکاری ملازمتوں اور فوج میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی نشان اس کی سروس بک میں لکھا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ زید کے دائیں ہاتھ کی پشت پر ایک پرانے زخم کا نشان چونی کے برابر ہے۔ یا بکر کی ناف کے دائیں طرف دو انچ کے فاصلہ پر ایک سیاہ مسہ بقدر ایک مٹر کے دانہ کے ہے۔ یا خالد کے بائیں گھٹنے کے بیرونی جانب ایک پرانے پھوڑے کا داغ ایک انچ لمبا نصف انچ چوڑا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

اب فرض کرو میدان جنگ میں افسر کے پاس رپورٹ آتی ہے۔ کہ توپ کی آتشباری کی وجہ سے ایک شخص مارا گیا ہے۔ اور شیل کے زخموں کی وجہ سے اس کا چہرہ صاف پہچانا نہیں جاتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ خالد ہے۔ افسر فوراً تفتیش کراتا ہے۔ کہ دیکھو اس کی بائیں گھٹنے کی جلد پر ایک نشان پرانے پھوڑے کا ایک انچ لمبا نصف انچ چوڑا ہوا ہے۔ یا نہیں۔ جب دیکھا جاتا ہے۔ تو وہ نشان نہیں پایا جاتا۔ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ نعش خالد کی نہیں۔ بلکہ اسی طرح کے دوسرے نشانات سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ بکر کی ہے۔ سو یہ دوسری قسم کی جلود کی گواہی ہے۔ سچ فرمایا ہے۔ اس ذات پاک نے جس نے یہ کہا ہے۔ وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شئ الآیۃ۔ بے سمجھ تمسخر کرتا ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتا۔ کہ جب انسان جلود کی گواہی سے اس زمانہ میں اتنے کام لے رہا ہے۔ تو وہ خدا جس نے جلود کو پیدا کیا۔ اور ان میں نشانات رکھے۔ کیا وہ خود اپنی صنعت سے ناواقف رہے گا۔ اور اعمال کی وجہ سے جو گواہی جلود پیش کر سکیں گی۔ ان کی اس کو خبر نہ ہوگی بہت سارے اندرونی امراض ہیں۔ جن کے اثر سے ان مریضوں کی کھال خود بخود اس مخفی مرض کی شاہد بن جاتی ہے۔ اور جلد کی حالت دیکھ کر ایک طبیب نتیجہ نکال لیتا ہے۔ کہ اس شخص کے اندر فلاں مرض ہے۔ پھر کیا روحانی عالم میں روحانی امراض پر جلود کا شاہد ہونا بعید از قیاس ہو سکتا ہے؟

اسی طرح اعمال اور اقوال کی حفاظت کا مسئلہ ہے۔ آج سے کچھ سال پہلے تو کوئی اس میں شبہ کر سکتا تھا۔ مگر آج ہر سینما اور ہر ٹاکی میں ہر روز ایک قیامت برپا ہوتی ہے۔ بھلا وہاں کے جانے والے کس مونہہ سے اس کا انکار کر سکتے۔ کئی ایکٹر جن کی باتیں آج ہم ٹاکی میں سنتے ہیں۔ مر کر خاک بھی ہو چکے ہیں۔ مگر وہ ہر شام کو سینما کے پردہ پر زندہ ہوتے۔ اور باتیں کرتے ہیں۔ گاتے بجاتے ہیں۔ حرکات سکنات اشارات سب کچھ جو انہوں نے ایک دفعہ زندگی میں کئے۔ اس وقت کرتے ہیں۔ اور تماشا دیکھنے والوں کے سامنے اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ انسانی اعمال اور اقوال کا محفوظ ہونا جب اس دنیا میں انسان سے ممکن ہے۔ تو خدا تعالےٰ کے نزدیک کس طرح بعید ہو سکتا ہے۔ کیا کراما کاتبین گراموفون کمپنی کے کارندوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ کہ [illegible]

تمدنِ اسلام

اسلام اور انسانیت کا احترام

انسان کے مدنی حقوق میں اولین حق زندہ رہنے کا ہے اور اس کے مدنی فرائض میں اولین فرض دوسروں کو زندہ رہنے دینے کا ہے۔ اس کے بغیر بنی نوع انسان کا باہم مل جل کر رہنا ناممکن۔ نہیں تو فتنہ فساد کا موجب ہے۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ اصل تمدن انسانی کی اساس ہے۔

اسلام کا پیدا کردہ انقلاب

اسلام سے قبل کی تاریخ تمدن پر اگر نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ سنہری اصل دراصل اسلام نے ہی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اسلام نے جہاں انسانیت کی دیگر متعدد غلط کاریوں بے راہ رویوں اور گمراہیوں کی اصلاح کی۔ وہاں انسانی زندگی کی قدر و قیمت اور انسانیت کے بلند و بالا مقام کو ظاہر کر کے اس کا احترام اور تقدس قائم کیا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس وقت ہر مہذب گورنمنٹ اور ہر مہذب مذہب ایک انسان کا دوسرے کو قتل کرنا ایک سنگین جرم قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ انقلاب اسلام کا ہی پیدا کردہ ہے۔ ورنہ اس سے قبل انسانی زندگی کی قطعاً کوئی قیمت نہ سمجھی جاتی تھی ؎

عرب میں انسانی زندگی کی بے قدری

عرب کی جو حالت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل تھی۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مختصر یہ کہ انسانی زندگی کی قیمت ایک چیونٹی کے برابر بھی نہ تھی۔ جس طرح انسان گزرتے وقت چیونٹی کو مسل جاتا ہے۔ اور اسے ذرہ بھر بھی احساس نہیں ہوتا۔ کہ اس نے کیا کیا۔ اسی طرح عرب کے با اقتدار اور طاقت ور لوگ دل میں کوئی معمولی سے معمولی اذیت یا تکلیف محسوس کئے بغیر زیردستوں اور کمزوروں کی گردنیں جدا کر دیتے تھے۔ اور پھر کوئی ضابطہ۔ کوئی آئین۔ کوئی قانون اور حکومت ان سے باز پرس نہ کر سکتی تھی۔ غلاموں کو ادنےٰ ادنےٰ خطاؤں پر جس بے دردی کے ساتھ ہلاک کر دیا جاتا۔ وہ انسانیت کے دامن پر ہمیشہ ہمیش کے لئے ایک سیاہ دھبہ رہے گا ؎

رومیوں کی سفاکی

روم کی سلطنت اس زمانہ میں بلحاظ تہذیب و تمدن بہت ترقی یافتہ سمجھی جاتی تھی۔ لیکن انسانی زندگی کو تباہ کرنے میں وہاں کی حالت سب سے بدتر تھی۔ امراء کے ذوق تماشا کی سیری کے لئے ہزارہا بے گناہ انسان لقمہ اجل بنا دیئے جاتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر مدارات اور دوست و احباب کی تفریح کے لئے غلاموں کو درندوں کے آگے ڈال کر ریزہ ریزہ کرایا جاتا تھا۔ بے بس اور غریب بندگان خدا کو زندہ آگ میں جلا دیا جاتا۔ اور یہ کسی جرم کی سزا میں نہیں کسی گناہ کی پاداش میں نہیں۔ بلکہ تہذیب یافتہ اور متمدن امراء کی تفریح طبع کے لئے

یونان کے قوانین

روم کے بعد یونان کا نمبر تھا۔ جو دنیوی ترقی کے لحاظ سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ لیکن وہاں بھی یہی حالت تھی۔ ارسطو اور افلاطون جیسے حکماء پیدا کرنے والے ملک کے مدبرین نے عورت کو یہ اختیار دے رکھا تھا۔ کہ وہ اسقاط حمل کرا سکتی ہے۔ باپ کو پورا حق تھا۔ کہ وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے اپنی اولاد کو قتل کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ خودکشی کی بھی عام اجازت تھی۔ بلکہ یہ ایک فخر کی بات سمجھی جاتی تھی۔ اور لوگ بڑے بڑے مجمعوں کا انتظام کر کر کے خودکشیاں کیا کرتے تھے۔ خاوند اپنی بیوی کو ہر قسم کی باز پرس سے بے خود ہو کر ہلاک کر سکتا تھا۔ اور اس کے لئے قانون میں کوئی سزا ہی نہ تھی ؎

ہندوستان کے جیو رکھشک

پھر ہندوستان کو لیجئے۔ جہاں وہ قوم آباد تھی۔ جو اپنا اصل الاصول اور اپنے مذہب کا بنیادی پتھر "اہنسا پرمودھرما" بتاتی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اس قدر رحم دل اور "جیو رکھشا" کرنے کی مدعی قوم انسانی زندگی کو وہ بلند و بالا درجہ دیتی جس کی نظیر دنیا کی کسی اور قوم میں نظر نہ آتی لیکن حقیقت یہ تھی۔ کہ جب کوئی شخص مر جاتا۔ تو اس کی بیوی کے لئے اس کے بعد زندہ رہنے کا کوئی حق نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کے مقدس فرائض میں تھا۔ کہ خاوند کی چتا میں ہی بیٹھ کر زندہ جل جائے۔ اس سفاکی۔ اس وحشت اور اس ظلم کو مذہب کے نام پر زندہ رکھا جاتا تھا۔ اور اس پر جبراً عمل کرایا جاتا تھا۔ پھر ایک ایسے انسان کی جان لینے کے لئے جو انسانیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہ رکھتا تھا۔ محض یہ عذر کافی تھا۔ کہ اس نے نیچ قوم میں پیدا ہو کر اس قدر جرأت اور بے باکی سے کام لیا ہے کہ اس کا سایہ کسی برہمن پر پڑ گیا ہے۔ یا وہ اس رستہ پر سے گزر گیا ہے۔ جس پر مقدس برہمن پاؤں رکھتے ہیں۔ یا اسی قدر بہانہ کافی تھا۔ کہ اس کے کان میں نادانستہ طور پر وید مقدس کا کوئی شلوک پڑ گیا ہے۔

غرضیکہ یہ ہے اس حالت کا مجمل سا خاکہ جو اسلام سے قبل دنیا کے مختلف حصص کی تھی۔ اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت انسان کا خون کس قدر بے حقیقت تھا۔ اور انسانیت کے شرف مجد کی کیا کیفیت تھی ؎

اسلام کی تعلیم

یہ حالت تھی دنیا کی جب اسلام نے یہ آواز بلند کی۔ کہ لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق یعنے بغیر حق کے کسی انسان کو مت قتل کرو۔ ہاں جب کوئی شخص اپنے کسی مجرمانہ فعل کے سبب سے اس بات کا مستحق ٹھہر چکا ہو۔ اور اس کا زندہ رہنا انسانی سوسائٹی کے لئے خطرات کا موجب ہو۔ تو باقاعدہ طور پر قانون کے ماتحت اور حکومت کی طرف سے اسے یہ سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن خود بخود کسی کو قتل مت کرو ؎

بے بنیاد اعتراض

اس تعلیم سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام انسانی زندگی کو کس قدر مقدس اور بیش قیمت قرار دیتا ہے۔ لیکن یورپ کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ کہ وہ آج اسلام کے متعلق یہ نظریہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ کہ وہ خونخواری اور سفاکی کا مذہب ہے۔ جو ہر غیر مسلم کو ہلاک کر دینے کا حکم دیتا ہے۔ اپنے پیراؤں کو خونریزی کی تعلیم دیتا ہے۔ جس مذہب نے انسانیت کو اس قدر اہمیت دی ہو۔ اور انسانی زندگی کا اس زبردست احترام قائم کیا ہو۔ وہ کسی پر ظلم و ستم کرنے کی کس طرح اجازت دے سکتا ہے ؎

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام ہی مذاہب عالم میں ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے انسانی زندگی کی قیمت کو مذہب کا حصہ قرار دے کر اسے ضائع کرنے والے کو بہت بڑا مجرم قرار دیا ہے ؎

حدیث کسوف و خسوف اور مولوی ثناء اللہ صاحب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث مجریہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۱۲ء میں حدیث ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر فی اول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فی النصف منه کی تکذیب کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"۱۳۱۱ھ کو رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا۔ تو مرزا صاحب نے اپنے پر لگایا۔ اور یہ دعوے کیا۔ کہ مجھ سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ لیکن تاریخ سے ثابت کیا گیا۔ کہ اس قسم کے گرہن ہر ۳۶ برس کے بعد ہوا کرتے ہیں۔ سابق زمانہ میں بھی ہوئے "

ان الفاظ میں مولوی صاحب نے یہ دعوے کیا۔ کہ ہر ۳۶ برس کے بعد اس قسم کا کسوف و خسوف ہوا کرتا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق ۱۳۱۱ + ۳۶ = ۱۳۴۷ھ میں ضرور رمضان میں اب کسوف و خسوف ہونا چاہیئے تھا۔ مگر واقعات سے ثابت ہے۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اس عظیم الشان نشان کی تکذیب میں جو کچھ لکھا۔ وہ ہفوات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ قدرت خداوندی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے وقت ان تاریخوں میں کسوف و خسوف کے ذریعہ دو مقدسوں کی تصدیق کی۔ اور حدیث کی صحت پر آسمانی گواہی دی۔ اس طرح ۳۶ سال کے عذر کو توڑ کر اس قسم کے خیالات رکھنے والے کے کذب کی بین گواہی بھی دے دی
(احمد علی از لدھیانہ)

ممالک بیرونی میں تبلیغ اسلام

حیفہ (فلسطین)

مبلغ فلسطین اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ عربی اشتہار برائے نصاریٰ اور ایک عبرانی ٹریکٹ برائے یہود شائع کئے گئے انفرادی تبلیغ جاری ہے۔ دار التبلیغ میں متلاشیان حق آتے رہتے ہیں۔ ان کو مسائل سمجھائے جاتے اور ان کے شکوک رفع کئے جاتے ہیں۔

بغداد

برادر عبد اللہ صاحب عرب لکھتے ہیں۔ بذریعہ ملاقات تبلیغ کی جاتی ہے۔ بہائیوں کی کتاب اقدس ایک دوست سے ملی ہے۔ اس کی نقل کر رہا ہوں۔ تاکہ مرکز میں ارسال کر سکوں۔ آج کل بہائیوں اور دوسرے غیر مسلم افراد سے بھی ملاقات کرتا رہتا ہوں۔

جاوا

مولوی رحمت علی صاحب لکھتے ہیں۔ مختلف مقامات کی جماعتیں تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔ ایک بہت بڑا مباحثہ ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا جائے گا مخالفت زوروں پر ہے۔ ہمارا بائیکاٹ جاری ہے۔ ملک میں سیاسی طور پر جوش پایا جاتا ہے۔ گورنمنٹ جلسوں کی عام اجازت نہیں دیتی۔

شکاگو

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے مبلغ لکھتے ہیں۔ سینٹ لوئس سے کنساس شہر آیا اور لیکچر دیئے۔ جو دلچسپی سے سنے گئے تیرہ کس داخل سلسلہ ہوئے۔ نومسلموں میں روزانہ لیکچرز دیئے جاتے ہیں اور انہیں نماز سکھائی جاتی ہے۔

شہر سنسناٹی اور کولمبس کا تبلیغی دورہ کیا ہے۔ پٹس برگ کا موجودہ مکان جلسوں کے واسطے کافی نہ تھا۔ اس واسطے جماعت نے ایک نئی جگہ مشن قائم کیا ہے۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر بعد مشورہ نمائندگان فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مختصر نوٹوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو شائع کر دیا جائے۔ دوست اپنی اپنی جگہ کوشش کر کے دو ہزار خریدار مہیا کر دیں۔

اس لئے گذارش ہے کہ احباب کوشش کے ساتھ خریدار بہم پہنچائیں اور پیشگی قیمت ساڑھے سات روپیہ فی نسخہ کے حساب سے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کرا دیں۔ یہ کام نہایت توجہ اور مستعدی سے ہونا چاہیئے۔ تاکہ طباعت کا کام جلد ہی ہاتھ میں لیا جاسکے۔ (ناظر تالیف وتصنیف قادیان)

مباحثہ مصر
اسلام کی فتح عیسائیت کی شکست

مولانا ابو العطاء اللہ دتا صاحب جالندھری نے ۱۹۳۳ء کے پہلے تین مہینے قاہرہ (مصر) میں گذارے۔ امریکن مشن قاہرہ کے انچارج جو پختہ عقیدہ کے مسیحی اور مشہور ومعروف پادری ہیں ان سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ قرار یہ پایا کہ تین مسائل پر مناظرات ہوں۔

(۱) کیا یسوع مسیح کے سوا کوئی بے گناہ ہے؟ (۲) کیا یسوع حقیقتاً خدا تھا؟ (۳) کیا یسوع مسیح صلیب پر مرے اور کفارہ ہو گئے۔ یہ بھی مولانا ابو العطاء نے بحث کی خاطر مان لیا۔ کہ بحث از روئے بائیبل ہو گی۔ اس کے علاوہ کوئی دلیل قبول نہ ہو گی۔ ان مسائل پر ہفتہ وار ایک ایک مضمون پر نہایت امن سے مباحثہ ہوا۔ اور خدا کے فضل سے ان مناظرات کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عیسائیوں کے عقائد کا بطلان اور اسلامی عقیدوں کی حقیت ثابت ہو گئی ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھی جواب سے بالکل عاجز آ گئے۔ اور مصری تعلیم یافتہ پبلک نے یہ تسلیم کیا۔ کہ واقعی جامعہ ازہر کی موجودگی میں بھی ہم اس علم کلام اور تبحر علمی اور نصرت حق کے محتاج ہیں۔ جو مسیح محمدی کے ایک شاگرد اور فیض یافتہ کو محض اللہ کے فضل سے حاصل ہیں۔ یہ مباحثہ عربی میں ہوا اور مولانا اس کو رسالہ البشارۃ الاسلامیہ کے نمبر ۹ میں شائع فرما چکے ہیں۔ مگر آپ نے اپنے ہندوستان کے احباب کے لئے نہایت مہربانی سے اس عربی مضمون کا مختصر ترجمہ اور خلاصہ بیان خاکسار کو عطا فرمایا۔ جو نہایت شکریہ اور فخر کے ساتھ اردو ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ مباحثہ پورے رسالہ میں آیا ہے۔ اور نئے دلائل واچھوتے براہین کا خزینہ اور حقائق ومعارف کا گنجینہ ہے۔ جو صاحب ماہ اکتوبر سے خریدار ہونگے ان کو مفت نذر ہوگا۔ اور جو صاحب صرف یہی رسالہ لینا چاہیں۔ ان کو ساڑھے چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگوانا چاہیئے۔

اس سے نہ صرف وہ آئندہ مناظرات ومباحثات گفتگو نیز تبلیغ اسلام میں مظفر ومنصور رہیں گے۔ بلکہ اپنی معلومات دینی میں ایک گراں قدر اضافہ فرمائینگے۔ یوم التبلیغ ۲۲ اکتوبر کو یہ رسالہ بطور تبلیغ برنگ ہدیہ تقسیم کیا جاسکے۔ اس روز ہم غیر احمدیوں کو اس طرح بھی سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارا سلسلہ کس طریق پر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا اور غیر مذاہب پر حجت ملزمہ قائم کر رہا ہے۔ آج کل پادریوں نے مصر وفلسطین میں بہت زور دے رکھا ہے۔ اور وہاں کے مسلمان نہیں جانتے کہ کیونکر ان کا مقابلہ کریں۔ اور حکومت سے امداد کے خواہاں ہیں مگر ہمارے ایک ہی مبلغ نے پادریوں کا قافیہ تنگ کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ الٰہی ہتھیاروں سے مسلح ہے۔

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(خاکسار۔ ایڈیٹر اردو ریویو آف ریلیجنز قادیان)

سلسلہ کی تصانیف کے متعلق
نظارت تالیف وتصنیف کا اعلان

مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۱۰۱ ۱۹۲۶ء یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب۔ ٹریکٹ۔ رسالہ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف وتصنیف چھپنے اور شائع نہ ہونے پائے۔ قبل ازیں اگست ۱۹۲۶ء میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ اب پھر تمام احباب جماعت احمدیہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ تا وہ اس سے آگاہ رہیں۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی۔ تو ایسی کتاب کی اشاعت جو بغیر منظوری نظارت طبع کرائی گئی۔ بند کر دی جائے گی۔ (ناظر تالیف وتصنیف)

قسط دار الانوار کمیٹی

مطابق قواعد دار الانوار کمیٹی کے ہر حصہ دار کو اپنی قسط کا روپیہ ہر ماہ کی ۱۲ تاریخ قبل دوپہر دفتر محاسب قادیان میں جمع کرانا چاہیئے۔ ورنہ نہ صرف اس کا نام اس ماہ کے قرعہ میں ہی نہ ڈالا جائیگا۔ بلکہ اس کے لئے بحساب ایک آنہ فی یوم فی حصہ ہرجانہ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ ہرجانہ کے مطالبہ پر بعض احباب نے اپنے مقامی جماعت کے سکرٹری مال کے ذریعہ بھیجنے یا مرکزی چندہ کے ساتھ بصورت چک بھیجنے کا عذر کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ ان صورتوں میں اگر بروقت روپیہ کمیٹی کو نہ وصول ہو۔ تو یہ ذمہ داری ان پر نہیں۔ ایسے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کمیٹی دار الانوار کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ ان کی ذمہ داری اسی وقت ادا ہوتی ہے۔ جبکہ وہ اپنی قسط کا روپیہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں قبل دوپہر ۱۲ تاریخ ادا کریں۔ اگر کسی وجہ سے ان کا روپیہ دفتر محاسب میں ادا نہ ہو۔ تو ان کی ذمہ داری ادا نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کو ہرجانہ بھی ساتھ ہی ادا کرنا چاہیئے۔ اسی طرح سے کسی ملازم کا یہ عذر کہ ان کو تنخواہ دو دو تین تین ماہ کے بعد ملتی ہے۔ قابل پذیرائی

پالی اور سنسکرت

پالی زبان کا پہلوی ہونا ایک یقینی امر ہے۔ ایران کے پہلوی اور فارسی تمدن کا اثر سارے شمالی ہندوستان میں پہنچ چکا تھا۔ ۰۰۰ ا قبل مسیح سے ے کر ۰۰ ۴ قبل مسیح یعنے ۶۰۰ سال تک سارا افغانستان۔ صوبہ سرحد۔ اور پنجاب ایرانی شہنشاہوں کے زیر حکومت رہا۔ اسی وجہ سے یونانیوں کی آمد تک پنجاب اور افغانستان کے اندر ابتدائی تین صدیوں میں عربی اور عبرانی کا دور دورہ رہا اور پھر آخری تین صدیوں۔ ق م میں پہلوی زبان کو اقبال نے اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اس زبان کی تحریر دائیں سے بائیں کو تھی۔ جیسا کہ تمام سامی زبانوں کا قاعدہ ہے۔ جو کتبے گجرات (کاٹھیاواڑ) اور افغانستان سے برآمد ہوئے ہیں۔ وہ اسی زبان میں ہیں۔ جو دائیں سے بائیں کو لکھی گئی۔ شہباز گڑھی۔ واقعہ افغانستان سے جو کتبہ برآمد ہوا۔ اس کی زبان کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا قطرازم ہے۔ دیکھو لفظ (Inscriptions I) سیاح ماسن نے (اس کتبے کا) نقش یا چربہ کالی کٹ کے کپڑے پر اتارا اور ایک نقل بھی لی۔ پھر اس نے اس کو رائل ایشاٹک سوسائٹی کے آگے پیش کیا۔ یہ کتبہ (راجہ اشوک کی نصب کرائی ہوئی) لاٹوں کے رسم الخط میں تحریر نہ تھا۔ بلکہ اس زبان میں تحریر تھا۔ جس کا نام آجکل باختری پالی یا آرین پالی مشہور ہے۔ جس میں زبردست علامات اس امر کی موجود ہیں۔ کہ یہ زبان اصل میں نیقی زبان سے نکلی ہے۔

لاٹوں کے حروف یعنی ہندی پالی کی تحریر بائیں سے دائیں کو ہے۔ لیکن (برخلاف اس کے) آرین پالی کا رسم الخط دائیں سے بائیں کو ہے۔ یہ رسم الخط قبل ازیں باختر کے ان یونانی بادشاہوں کے سکوں پر پایا گیا۔ جن پر دو زبانوں (پالی اور یونانی) کی عبارت ہے ان سکوں کے سامنے کے رخ پر ایک یونانی قصہ درج تھا۔ اور پشت کی جانب۔ ثابت ہوا کہ اسی کا آرین پالی زبان میں ترجمہ تھا۔ آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے۔

"راجہ اشوک کے پانچ بڑے کتبوں کے علاوہ چھ اور چٹانی کتبے بھی ہیں۔ جن میں سے تین سہسرام۔ روپ ناتھ۔ اور بیرات میں ہیں۔ بجز اس کتبے کے جو متھرا میں ہے۔ یہ کتبات آرین پالی زبان میں ہیں۔ (یعنی پہلوی زبان میں) یہ سب کتبے مختصر سے ہیں۔ اور بعض تو دو یا تین الفاظ کے ہیں۔ - - - - یہ اس زمانہ کے ہیں۔ جو سنہ عیسوی کے آغاز کے قریب تھا" ذرا آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے۔ کہ مانکی آلا (مانکی دلا) واقعہ پنجاب میں سے ایک کتبہ نکلا ہے۔ جس پر سنہ ۲۴۶ لکھا ہے اس سے اغلباً "بعد وصال بدھ" مراد ہے۔

اسی مضمون کے سلسلہ میں راجہ کنشک کے خاندان کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے۔

"انڈوستھین خاندان کے عہد کے قریب سوراشٹر (گجرات میں) ایک حکمران خاندان گزرا ہے۔ جو اپنے آپ کو کھیتر پ یا سیتر پ کہتے تھے۔ اور وہ شاہ یا شحنہ کے نام سے مشہور تھے وہ بعض کتبے چھوڑ گئے ہیں۔ ان کتبات کی زبان ہندی پالی ہے لیکن ان سے کچھ زمانہ پہلے کے سکوں پر شاہ وقت کا نام امتیازی حیثیت کے ساتھ آرین پالی (پہلوی) ہی مرقوم ہے"

کیا ان انکشافات سے جو سکوں اور کتبوں کے ذریعہ انیسویں صدی میں ہوئے ہیں اس امر کے ثبوت میں کچھ کسر رہ جاتی ہے۔ کہ ۵۰۰ برس تک پہلوی زبان پنجاب ہندوستان۔ گجرات سرحدی صوبہ اور افغانستان کے اندر Lingua Franca تھی۔ باختر کے یونانی بادشاہوں۔ گجرات کے فارسی الاصل شاہوں کنشک اور اس کے جانشینوں۔ موریا خاندان کے سب سے بڑے بادشاہ اشوک (جس کا دارالخلافہ پٹنہ تھا) نے اپنے سکے اور کتبے کھدوانے کے لئے پہلوی زبان (جس کو ہندوستان میں پالی کہنے لگے تھے۔) سے زیادہ موزون اور کوئی زبان نہ دیکھی۔ اور متھرا کے کتبے کے سوا باقی تمام کتبات ایرانی پالی یا پہلوی میں لکھوائے۔

پالی کی مثال آج کل ہمارے زمانے میں اردو زبان ہے جو بلاشبہ ہندوستان کی Lingua Franca ہے۔ اور انگریزوں نے ابتدائے ایسٹ انڈیا کمپنی سے عملی رنگ ہی اس کا Lingua Franca ہونا تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ڈیڑھ سو سال سے نقرئی سکوں پر انگریزی کے علاوہ اردو حروف میں سکہ کا نام کندہ ہوتا رہا۔ اردو کے سوا ہندوستان کی باقی پراکرتوں کو یہ درجہ نہیں دیا گیا۔ بعینہٖ اسی طرح آپ یہ سمجھ لیں۔ کہ پالی زبان کا رسم الخط پہلوی کے تتبع پر دائیں سے بائیں کو مقبول خاطر عوام رہا۔ اور چھٹی صدی قبل مسیح سے لے کر ابتدائے سن عیسوی تک یہ زبان اور اس کا رسم الخط ہندوستان میں جاری رہا۔ موریا خاندان کے زوال پذیر ہونے پر جہاں ایک طرف بدھ مذہب اور سلطنت کو ضعف پہنچا۔ وہاں پالی زبان کو بھی سرنیچا کرنا پڑا حتیٰ کہ گپت خاندان کے سب سے بڑے بادشاہ چندر گپت بکرماجیت کے عہد یعنی چوتھی صدی عیسوی میں ہندوستان کے اندر پالی زبان کی ہستی نابود ہو کر ایک نئی زبان نکل آئی۔ جس کا نام برہمنوں نے سنسکرت یعنی Polished (مصفا) زبان رکھا۔ سنسکرت نام ہی کہے دیتا ہے۔ کہ یہ زبان پالی اور دیگر ہندوستانی پراکرتوں کا خلاصہ ہے۔ جس کی ابتدا گپت خاندان کے ساتھ ہوئی۔

سنسکرت اپنے وقت کی تمام زبانوں سے بہترین زبان تسلیم کی گئی۔ اور اپنے عروج کے وقت میں اس نے بہت اچھا قابل قدر لٹریچر پیدا کیا۔ کسی مورخ اور ادیب کو اس امر کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں۔ البتہ ہمیں اس بات پر بہت تعجب آتا ہے۔ جبکہ ہم ہندو اخبارات سے آئے دن یہ سنتے ہیں۔ کہ سنسکرت زبان سب سے قدیم زبان ہے۔ پنڈت دیانند صاحب کس شان بے نیازی سے اس بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ" اس سے پہلے ملک ہندوستان کا کوئی نام نہ تھا۔ اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں بستے تھے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے عالم (جس پر بقول ان کے ایک ارب ستانوے کروڑ برس گزرے ہیں) میں عرصہ کے بعد تبت سے سیدھے اس ملک میں آکر بسے تھے۔"

سنسکرت بکرماجیت کے عہد میں رونما ہوا۔ جس پر ڈیڑھ ہزار برس سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ پھر کس مونہہ سے یہ لوگ سنسکرت کی ازلیت اور قدامت کا دعوے کرتے ہیں۔ رہے وید سو وہ بھی اسی زمانہ کی تصنیف ہیں۔ ان کی زبان سنسکرت سے ذرا مشکل بھی لیکن اس سے ان کی زبان اول ترین ہونے کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی۔ مانا کہ ویدوں کے مصنفوں نے سنسکرت کے الفاظ کے علاوہ بہت سے دقیق الفاظ ژند و پاژند کے بھی ملا کر وید کے اشعار موزون کئے ہیں۔ جس سے ان کی زبان عام فہم نہیں رہی۔ اور غالباً مصنفوں کا منشا بھی یہی ہوگا۔ کہ عوام الناس ان کو نہ پڑھیں۔ جب ہی تو اس قسم کے قواعد ایجاد کئے گئے۔ کہ اگر کوئی شودر وید کا منتر سن لے۔ تو اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے۔ پس ایک طرف زبان کو عمداً دقیق اور مشکل بنا دیا گیا۔ اور دوسری طرف عوام الناس سے ویدوں کو چھپایا گیا۔ مگر اس قسم کی زبان سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ وید بقول آریہ سماجیوں کے ایک ارب ستانوے کروڑ سال پیشتر نازل ہوئے تھے۔ اور سنسکرت سب سے قدیم زبان ہے۔

خاکسار۔ نعمت اللہ خان گوہر بی۔ اے

تبلیغی ٹریکٹ کے متعلق اعلان

ماہواری ٹریکٹ حسب فیصلہ مجلس مشاورت نمبر ۲ تیار ہو چکا ہے۔ جو جماعتوں کو بھیجا جا رہا ہے۔ یہ ٹریکٹ ختم نبوت کے متعلق ہے۔ اور بہت عمدہ حوالے درج کئے گئے ہیں۔ اگر کوئی جماعت یوم التبلیغ کے موقعہ پر تقسیم کرنے کے لئے زیادہ منگوانا چاہے۔ تو بہت جلد اطلاع دے۔ اڑھائی روپے فی ہزار خرچ ہوگا۔ یہ پتھر رکوا لیا ہے۔ اس لئے جس جماعت نے زائد چھپوانا ہو۔ وہ بہت جلد اطلاع دے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

بیرونی ممالک کے نومبائعین سنہ ۱۹۳۳ء

نمبر	نام	شہر	ملک
۷۰۶	حسن صاحب	نائیجیریا	افریقہ
۷۰۷	مریم صاحبہ	″	″
۷۰۸	اشیتو۔ بی۔ حسن صاحب	″	″
۷۰۹	سراتا ایڈ نکا۔ حسن	″	″
۷۱۰	ادمل کھاری	″	″
۷۱۱	موڈی راکاتو	″	″
۷۱۲	الحاج محمد رازی صاحب	″	″
۷۱۳	محمد لواسی حسن صاحب	″	″
۷۱۴	ایم۔ جے۔ ادگیدن حسن صاحب	″	″
۷۱۵	اے۔ آر کسائی صاحب	″	″
۷۱۶	ایم۔ جے۔ ادیبو صاحب	″	″
۷۱۷	آدم ادینی صاحب	″	″
۷۱۸	فضل طالب صاحب	واشنگٹن	امریکہ
۷۱۹	احمد جمال صاحب	″	″
۷۲۰	سلیمہ برین صاحبہ	″	″
۷۲۱	عبد العظیم صاحب	″	″
۷۲۲	عبد الحکیم صاحب	″	″
۷۲۳	عالیہ رحمٰن صاحبہ	″	″
۷۲۴	جمال دین رسول صاحب	″	″
۷۲۵	علیمہ کبیر صاحبہ	″	″
۷۲۶	صادقہ یعقوب صاحبہ	″	″
۷۲۷	کریم دین صاحب	″	″
۷۲۸	صابرہ وکیل صاحبہ	″	″
۷۲۹	حبیب جانی صاحب	″	″
۷۳۰	عبد الشکور صاحب	″	″
۷۳۱	اکرم رسول صاحب	″	″
۷۳۲	محمد دین وکیل صاحب	پٹس برگ	″
۷۳۳	احسن دین صاحب	″	″
۷۳۴	رحیمہ برکت صاحبہ	″	″
۷۳۵	امتہ الحفیظ صاحبہ	″	″
۷۳۶	علیمہ جمیل صاحبہ	″	″
۷۳۷	محمودہ جمیل صاحبہ	″	″
۷۳۸	جمیلہ علی صاحبہ	″	″
۷۳۹	علم دین صاحب	″	″
۷۴۰	حلیمہ بلال صاحبہ	″	″
۷۴۱	مریم بیگم صاحبہ	پٹس برگ	امریکہ
۷۴۲	عزیزہ احمد صاحب	″	″
۷۴۳	ولیمہ محمد صاحبہ	″	″
۷۴۴	علیمہ رسول صاحبہ	″	″
۷۴۵	ادریس	بٹاویہ	جاوا
۷۴۶	عبد السلامی ابوبکل صاحب	لیگوس	نائیجیریا
۷۴۷	عبد القاسم ومامی صاحب	″	″
۷۴۸	احمد تجانی جیمس صاحب	″	″
۷۴۹	بادیٹست مرادی رون	″	″
۷۵۰	محمد صادق ملک صاحب	″	″
۷۵۱	بشارت احمد صاحب	نیروبی	زنجبار
۷۵۲	جامع یوسف صاحب	″	″
۷۵۳	احمد جامع صاحب	″	″
۷۵۴	کنتھ گرفین	کنسس	امریکہ
۷۵۵	بی۔ اسی۔ کالاہن	″	″
۷۵۶	میری ملر صاحبہ	″	″
۷۵۷	پیٹر۔ جے۔ گبس صاحب	″	″
۷۵۸	سیموئل تھامسن صاحب	″	″
۷۵۹	ون پرسے رفن صاحب	″	″
۷۶۰	میری صاحبہ	″	″
۷۶۱	بی گریفن صاحب	″	″
۷۶۲	لیوری ملر صاحب	″	″
۷۶۳	جے۔ بی۔ پوبنس	شکاگو	″
۷۶۴	رابرٹ نکل صاحب	کنسس	″
۷۶۵	ایڈا بیل صاحب	″	″
۷۶۶	اسحٰق نکوس صاحب	″	″
۷۶۷	الزبتھ نکوس	″	″
۷۶۸	فرا سمتھ	″	″
۷۶۹	البانا فلورا راگرس	″	″
۷۷۰	ولیم تھامس صاحب	″	″
۷۷۱	جنیتا مڈیسن صاحب	″	″
۷۷۲	سیموئل جینکسن صاحب	″	″
۷۷۳	چاندلس صاحب	انڈیانا پولس	″
۷۷۴	ایڈن جیبالس صاحب	″	″
۷۷۵	لیڈا معت جیپالس صاحب	″	″
۷۷۶	عبد الستار صاحب	انڈیانا پولس	امریکہ
۷۷۷	میڈرک پاٹس صاحب	ڈیٹرائٹ	″
۷۷۸	نور الحق صاحب	″	″
۷۷۹	سلیمان صاحب	″	″
۷۸۰	سیم کیکرٹر صاحب	″	″
۷۸۱	الزبتھ وکھم	″	″
۷۸۲	مرتھا	″	″
۷۸۳	مس پوسن گرین سمتھ	″	″
۷۸۴	پول گرین سمتھ	″	″
۷۸۵	ڈبلا ولیم صاحب	″	″
۷۸۶	بیتس سمس بے صاحب	″	″
۷۸۷	مس حسن صاحبہ	″	″
۷۸۸	سک روکرڈ صاحب	″	″
۷۸۹	گرٹیا پاٹس صاحب	″	″
۷۹۰	روبی باکس صاحب	″	″
۷۹۱	عثمان ولیم صاحب	انڈیانا	″
۷۹۲	ایم۔ اے۔ جیمس صاحب	″	″
۷۹۳	پینک سمتھ صاحب	شکاگو	″
۷۹۴	رچرڈسن صاحب	″	″
۷۹۵	چنس بنکر صاحب	کنسس	″
۷۹۶	ایمی ویسٹ لیس	″	″
۷۹۷	ڈونلڈ رچرڈ صاحب	″	″
۷۹۸	ڈارتھی لیوس	″	″
۷۹۹	گارسی سکاٹ	″	″
۸۰۰	جان ایڈورڈ راجرس		″
۸۰۱	مورل جارڈنر	″	″
۸۰۲	کلاڈو لینڈ نیلسن	شکاگو	″
۸۰۳	ٹموتھی سمتھ	″	″
۸۰۴	سڈنی سمتھ	″	″
۸۰۵	رلف سمتھ	″	″
۸۰۶	جیکل سمتھ	″	″
۸۰۷	سڈنی سمتھ	″	″
۸۰۸	لیلی سمتھ	″	″
۸۰۹	فرنیک سمتھ	″	″
۸۱۰	فلائز سمتھ	″	″
۸۱۱	بیلی سمتھ	″	″
۸۱۲	محمد علی صاحب	″	″
۸۱۳	واربرٹ پوزمن	کنسس	″
۸۱۴	گوگن گبل	″	″
۸۱۵	میرن سوگن	کنسس	امریکہ
۸۱۶	کلارک میٹھل صاحب	″	″
۸۱۷	فلورا ولین	شکاگو	″
۸۱۸	تھیلا ولین	″	″
۸۱۹	ویرنا ڈینر	″	″
۸۲۰	کرسٹن وڈ صاحب	″	″
۸۲۱	پورل سمن صاحب	″	″
۸۲۲	ڈیزی جانسن صاحب	″	″
۸۲۳	بلیز جانسن صاحب	″	″
۸۲۴	جان ارلی گن صاحب	″	″
۸۲۵	جان سمتھ	″	″
۸۲۶	لولو	″	″
۸۲۷	کیسٹی ہیلنگ سمارتھ	″	″
۸۲۸	موڈلن گارڈن	″	″
۸۲۹	فریڈ ہالنگس ورتھ	″	″
۸۳۰	میری رنڈل ورتھ	″	″
۸۳۱	ہیری رنڈل	″	″
۸۳۲	جیلسٹن	″	″
۸۳۳	والٹر برنیٹ	″	″
۸۳۴	جورڈ زونیل	″	″

(باقی)

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا بے اولادوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی متعدی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استادی المکرم حضرت نورالدین رضی شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کیلئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کر کے قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ للعہ یکدم منگوانے پر علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کے مجرب ادویہ امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے تیار رہتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیمار کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت۔ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

کے مضمون مندرجہ الفضل ۲۱ر فروری ۱۹۳۳ء سے چند فقرات کے متعلق ملاحظہ ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔ بارہ نمکوں کی ایجاد نے علاج کو

علاج بایوکیمک یا اکیرہ بارہ نمک

ایسا آسان کر دیا۔ . . . . . اور صرف ان بارہ معدنی اجزاء کے ذریعہ جن سے انسانی جسم بنا ہے۔ تمام بیماریوں کا علاج ممکن ہو گیا۔

بایوکیمک یا اکیرہ بارہ نمک

کی بارہ ادویہ میں نے بہترین کارخانہ سے مہیا کی ہیں۔ غریب اور نادار کے لئے یہ ادویہ ایک نعمت عظمیٰ ہیں کیونکہ زود اثر اور کم خرچ ہیں۔ جو دوست قیمتی علاج اور ڈاکٹروں کے بل کی قیمت ادا نہیں کر سکتے خاص طور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بیسیوں امراض دیرینہ میں بہت استعمال کی گئیں۔ بفضل خدا شفا ہی ہوئی قیمتی دوا سے بہتر ثابت ہوئیں۔ مریض کو نہ تو تیاری کی دقت اور نہ کھانے پینے میں بدمزہ۔ بچے۔ بڑے۔ بوڑھے سب پر اثر کرتی ہیں۔ ضرور تجربہ کریں۔ حکم ربی ہوگا تو شفا ہی ہوگی۔ **ایم ایچ احمدی چتوڑ گڑھ۔ میواڑ**

ضرورت رشتہ

ایک مخلص خواندہ احمدی دوست عمرہ ۲۸ سال قوم سہری ساکنہ چک ۵۶۲ ضلع لائل پور مستقل ملازم ریلوے لائن ۲۶ ھ کارکنہ۔ تنخواہ ۹۱ روپے ماہوار (اصل باشندہ سیالکوٹ) کو نیک احمدی رشتہ کی ضرورت ہے۔ خواہ کسی قوم سے ہو۔ خواہش مند احباب اس کے متعلق مزید حالات بندہ سے دریافت فرماویں۔

احقر۔ ماسٹر محمد ابراہیم راحمدی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ منگا صاحب۔ ضلع شیخوپورہ

چھ سو روپیہ (۶۰۰) میں دو نفع مند مکان

ایک دوکان شہر کے پر رونق و خرید و فروخت والے بازار میں ہے جس کا کرایہ آجکل اڑھائی روپے ماہوار آتا ہے اور ایک مکان جس میں چکی مشین اور انجن نصب ہے قریباً ۹ مرلہ زمین میں ہے۔ جس کا کرایہ آجکل ساڑھے تین روپے ماہوار آتا ہے۔ پہلے چھ روپے ماہوار رہ چکا ہے اب بھی ہو سکتا ہے۔ دونو مکان و دوکان (۶۰۰) چھ سو روپے میں رہن ہے۔ جو صاحب لینا چاہیں۔ جلد خط و کتابت کریں۔ مرتہن سابق کو نقد روپے کی سخت ضرورت ہے۔ محض اس لئے یہ موقعہ دیا جا رہا ہے۔

پتہ:۔ **قاضی اکمل۔ قادیان۔ پنجاب۔**

حضرت حکیم الامتہ علامہ نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

کی شاگردی اور ان کے زیر نگرانی مطب کرنے کے زمانہ میں آپ کے مجرب عطا کردہ نسخہ جات اور بعد میں اپنے مجرب نسخے اور مختلف امراض کی ادویات گویا پچاس سالہ تجربہ اور عرق ریزی کے بعد میں تمام اعلیٰ درجہ کی مجرب ادویات کا اشتہار دے رہا ہوں مجھے ہر مرض کے شافی علاج کا تجربہ ہے ہزاروں مریضوں کو خدا تعالیٰ نے شفا بخشی۔ آپ بھی میرے اس تجربہ سے فائدہ حاصل کریں۔ سر درد۔ بواسیر۔ دمہ طاقت دماغی و اعصابی۔ برص۔ بانجھ پن۔ امراض چشم۔ ضعف جگر و طحال اور دیگر ہر قسم بول و ہر نوع کے زنانہ و مردانہ امراض کا علاج بفضل خدا کیا جا سکتا ہے۔ قیمت ادویات بمقابلہ اُن کی خوبیوں اور خالص اجزاء کے بالکل برائے نام ہے کیونکہ اصل غرض اشتہار سے خدمت خلق ہے۔ فرمائش کے ہمراہ مفصل حالات مرض کے آنے لازمی ہیں۔ بوجہ عدم گنجائش صرف یہ لکھنا کافی ہے کہ تقریباً ہر قسم کے مرض کا علاج بفضل خدا میرے پاس موجود ہے۔ آپ فائدہ اٹھائیں اور اپنے متعلقین کو بھی اطلاع دیں۔ دوائی کی قیمت بعد تشخیص و دریافت حالات طے ہوگی۔ درخواستیں بنام مہتمم مطب (حکیم مولوی) **قطب الدین۔ قادیان پنجاب**

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس (بیل چکی) نیشکر کے بیلنہ جات۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے۔ قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے چاولوں اور سیویاں کی مشینیں۔ دستی پمپ۔ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ و بارعایت خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی و اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجینیرز۔ بٹالہ۔ پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت عہ محصول صرف ۶ر۔ **منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سول نافرمانی کے قیدیوں کے متعلق شملہ سے ۲۹ ستمبر کو یہ سرکاری اطلاع شائع کی گئی ہے کہ اگست کے آخر تک برطانوی ہند میں مجموعی تعداد ۵۰۰۵ تھی۔ گذشتہ سال کے اسی ماہ کے مقابلہ میں قیدیوں کی مجموعی تعداد میں ۱۶۰۸۷ یا قریباً ۷۹ فیصدی کی کمی ہو گئی ہے۔ زنانہ قیدیوں کی تعداد صرف ۳۴۲ ہے گذشتہ سال یہ تعداد ۳۴۸ تھی۔

مشہور ڈاکو فیروز جو پچھلے دنوں انڈیمان سے بھاگ آیا تھا اور ضلع گورداسپور میں پکڑا گیا تھا۔ ۲۹ ستمبر کی خبر ہے کہ پھر گورداسپور جیل کی سلاخیں توڑ کر فرار ہو گیا۔

دولت آصفیہ کا تازہ بجٹ شہر یار دکن کی منظوری سے شائع ہو گیا ہے۔ اس بجٹ کو نہایت قابل اطمینان اور کامیاب قرار دیا گیا ہے نیز سر اکبر حیدری کی اس خدمت پر اظہار خوشنودی کیا گیا ہے۔ کہ اقتصادی پستی کے باوجود انہوں نے نہایت اچھا بجٹ تیار کیا۔ اس بجٹ کے لحاظ سے دولت آصفیہ کی آمدنی سات کروڑ اٹھانوے لاکھ۔ خرچ سات کروڑ اکاسی لاکھ اور بچت سترہ لاکھ روپیہ ہے۔

مسٹر پٹیل کے متعلق جینوا سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ ان کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی ہے۔

لیگ آف نیشنز کی اسمبلی کے چودھویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے ۲۷ ستمبر کو جینوا میں پریذیڈنٹ نے کہا۔ کہ لیگ آف نیشنز دنیا کی نظروں سے گر رہی ہے۔ کیونکہ جنگ عظیم کے وقت سے دنیا کی قوموں کے درمیان بہترین تعلقات کی قائمی میں بہت کم ترقی ہوئی ہے۔ اور اس کی ذمہ داری ان قوموں پر ہے جو لیگ آف نیشنز کی ممبر ہیں۔

سی پی کونسل میں ایک ہندو ممبر نے ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس میں بوڑھے ہندو مردوں کی نوجوان ہندو لڑکیوں سے شادی پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے ایک ماہ قید یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ تک کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

ٹوکیو سے ۲۹ ستمبر کی اطلاع ہے کہ مشرق بعید میں روسی وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس خطرہ کے پیش نظر جاپان کے وار آفس نے اپنی فوج کو موجودہ زمانہ کے جنگی سامانوں سے مسلح کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

ملتان سے ۲۸ ستمبر کی خبر ہے کہ مقامی گورنمنٹ کالج ۹ ستمبر سے ڈگری کالج بنا دیا گیا ہے۔

گیانی شیر سنگھ کی قیادت میں سکھوں کی خالصہ پارٹی نے ۲۵ ستمبر کو بریڈلا ہال لاہور میں ایک اجلاس منعقد کیا اور ایک نئی پارٹی بنائی۔ جس کا نام خالصہ سنٹرل کونسل رکھا گیا۔ یہ پارٹی ماسٹر تارا سنگھ کی اکالی پارٹی کے مقابلہ میں بنائی گئی ہے۔

ریاست مانگرول کے نواب صاحب نے ہندوؤں کے جذبات کا پاس کرتے ہوئے اپنے علاقہ میں گاؤکشی کی اجازت کو منسوخ کر دیا ہے۔ گویا ایک اسلامی ریاست میں ہندوؤں کی خاطر مسلمانوں کو ان کے ایک حق سے محروم کر دیا گیا۔

مسٹر رامزے میکڈانلڈ کے متعلق لنڈن کا اخبار ڈیلی ہیرلڈ لکھتا ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

شملہ سے ۲۵ ستمبر کی اطلاع ہے کہ سر جان میگا ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کی حالیہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان میں ۴۵ فیصدی اشخاص ایسے ہیں۔ جنہیں کھانے کے لئے بہت ہی ردی غذا ملتی ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق پائنیر الہ آباد کا وقائع نگار خصوصی لکھتا ہے کہ وہ صوبجات متحدہ میں سول نافرمانی کی تحریک کو از سر نو زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

رہتک سے ۲۷ ستمبر کی اطلاع ہے کہ گردونواح میں جن افسروں نے دیہات کا دورہ کیا ہے۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ سیلاب سے اس ضلع کے ۷۵ فیصدی مکان گر چکے ہیں۔

آئرش پارلیمنٹ کے متعلق ڈبلن کی ۲۸ ستمبر کی خبر ہے اجلاس غیر معمولی حالت میں شروع ہوا۔ چیمبر کے دروازہ کے علاوہ عمارت کے احاطہ میں بھی مسلح گاردوں کی نمائش تھی۔ گورنمنٹ کے خلاف پبلک سیفٹی ایکٹ کے ناجائز استعمال کی بنا پر ملامت کا ووٹ پیش ہوا۔ مگر یہ تحریک ۶۵/۸۰ ووٹوں سے گر گئی۔ لیبر ممبروں نے گورنمنٹ کی حمایت کی۔

لاہور ہائیکورٹ کے لئے گورنر باجلاس کونسل نے مندرجہ ذیل ایڈیشنل جج مقرر کئے ہیں۔ مسٹر ایم۔ ڈی۔ بھڈے آئی۔ سی۔ ایس۔ مسٹر ایم۔ ایم۔ ایل۔ کری۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ مسٹر عبدالرشید بیرسٹر ایٹ لا۔ رائے بہادر لالہ رنگی لال۔ اس دفعہ کسی سکھ کے جج مقرر ہونے کی افواہ تھی۔ جو غلط ثابت ہوئی۔

وائسرائے ہند کے متعلق مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وہ چار ماہ کی رخصت پر آئندہ اپریل میں انگلینڈ جا رہے ہیں۔ تاکہ انڈیا ریفارمز بل کی ترتیب کے سلسلہ میں ادہ فیڈرل اسمبلی کے دونو ایوانوں میں والیان ریاست کی نمائندگی کے متعلق اپنا مشورہ گورنمنٹ کو دے سکیں۔ ان کی جگہ مدراس کے گورنر وائسرائے ہو جائیں گے۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق ٹائمز آف انڈیا کا لنڈنی نامہ نگار لکھتا ہے۔ مارچ ۱۹۳۴ء کے میں شائع ہو جائے گی۔ پھر ملک معظم کی گورنمنٹ مرکزی اور صوبجاتی گورنمنٹوں سے تبادلہ خیالات کر کے مئی کے آخر تک آخری فیصلہ صادر کر دیگی۔

جدید مصری کابینہ وزارت کے متعلق سکندریہ سے ۲۸ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ حسن صابری پاشا وزیر مالیات۔ فہمی قیسی پاشا وزیر داخلہ اور علی منزلونجی۔ یہ وزیر زراعت مقرر کئے گئے ہیں۔

بمبئی کے صرافہ کے متعلق ۲۹ ستمبر کی اطلاع مندرجہ ذیل ہے۔ ہندوستانی ٹکسالی چاندی حاضر۔ ۵۷ روپے ۱۲ آنہ ٹکسالی سونا حاضر ۳۲ روپے ۱۲ آنہ ۳ پائی۔ پہلا بھگتان۔ ۳۲ روپے ۱۲ آنہ ۳ پائی دوسرا بھگتان۔ ۳۲ روپے ۲ آنہ ۹ پائی۔

بمبئی سے ۲۶ ستمبر کی اطلاع ہے کہ وہاں پر ایک نئی پولیٹیکل پارٹی عالم وجود میں آئی ہے۔ اس کا نام ڈیموکریٹک سوراج پارٹی ہوگا پارٹی کا مقصد جائز اور پرامن طریقوں سے ہندوستان کے لئے مکمل آزادی کرنا ہے۔ فی الحال پارٹی کی سرگرمیاں مہاراشٹر تک محدود رہیں گی۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کی شاخیں تمام ہندوستان میں کھول دی جائیں گی۔

امرتسر سے ۲۹ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ ماہ مئی میں شانتی دیوی کو جو مسلمان ہو گئی تھی۔ ایک مسلمان کے گھر سے اغوا کرنے کے سلسلہ میں جو ۱۲ ہندو گرفتار ہوئے تھے۔ ان میں سے سات سزایاب ہوئے ہیں۔ ملزموں کو ایک سال سے ۱۸ ماہ تک قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے۔ شانتی کی طرف سے ایک جوابی مقدمہ اسمٰعیل درزی اور اس کی ماں کے خلاف دائر کیا گیا تھا۔ عدالت نے اسمٰعیل کو چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی اور اس کی والدہ کو بری کر دیا۔

گورنمنٹ ہوزری انسٹی ٹیوٹ لدھیانہ کے متعلق ۳۰ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ عارضی طور پر بند کر دی گئی ہے۔ ممبران سٹاف کو ایک ماہ کا نوٹس دے دینے کے بعد مسٹر ایم لطیف رفیع اسسٹنٹ ڈائرکٹر انڈسٹریز پنجاب نے سٹاک اور انسٹی ٹیوٹ کی مشینری کا چارج لے لیا ہے۔ اور ہال کو بند کر کے اس پر مہریں لگا دی ہیں۔

گورنر سیلون جو بیماری کے باعث غیر معینہ عرصہ کے لئے رخصت پر چلے گئے تھے۔ ۲۹ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ عدن پہنچ کر فوت ہو گئے۔

گورنمنٹ پنجاب کے دفاتر کے متعلق لاہور سے ۳۰ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ غالباً ۱۸ اکتوبر کو لاہور میں آجائیں گے۔

گورنر پنجاب کے متعلق شملہ سے ۳۰ ستمبر کی اطلاع ہے کہ سوموار کو شملہ سے دورہ پر روانہ ہونگے۔ پہلے روہڑ بعد میں [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی